ریفرنس نمبر:NRL-0307 تاریخ:14-07-2025

قیمت معافی کے بعد کیا خیارِ عیب کی بناء پر چیز واپس کر سکتے ہیں؟

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے اپنے بھائی بکر سے کوئی چیز خریدی، اور خریداری کے بعد بکر (جو کہ بائع ہے) نے اس چیز کی پوری قیمت زید پر سے معاف کر دی۔ چیز پر قبضہ کر لینے کے بعد زید نے اس چیز میں کوئی عیب پایا جو عقد کے وقت موجود تھا، اور وہ خیارِ عیب کی بنیاد پر اس چیز کو واپس کرنا چاہتا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ: کیا زید کو شرعاً یہ حق حاصل ہے کہ وہ خیارِ عیب کی بنیاد پر چیز واپس کر کے اس کی وہ قیمت واپس لے جس میں بائع کے ساتھ عقد کیا تھا؟ براہ کرم اس مسئلہ کی وضاحت معتمد کتب کی روشنی میں فرمائیں۔ سائل: (یونس، لاہور)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

پوچھی گئی صورت میں زید کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ خیارِ عیب کی بنیاد پر چیز واپس کر کے اس کی وہ قیمت واپس لے جس میں بائع کے ساتھ عقد کیا تھا۔

مسئلہ کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ:

اگر بائع (بیچنے والے/Seller) نے کوئی چیز بیچ کر اس کا ثمن معاف کر دیا تو مشتری (خریدنے والے/Buyer) کو چیز پر قبضہ کر لینے سے پہلے پہلے خیار عیب کے سبب بالاتفاق واپسی کا اختیار حاصل ہے، البتہ چیز پر قبضہ کر لینے کے بعد خیارِ عیب کے سبب واپس کرنے کے متعلق فقہائے کرام کا اختلاف ہے، جس میں صاحبِ فتاوی قاضی خان علیہ الرحمہ نے یہ قول اختیار فرمایا ہے کہ چیز پر قبضہ کر لینے کے بعد خیارِ عیب کے سبب واپس کر سکتا ہے۔ تاہم دیگر اکثر فقہاء کرام جیسے، صاحبِ مبسوط سرخسی،

صاحبِ محیط برھانی، صاحبِ ذخیرۃ الفتاوی، صاحبِ خلاصۃ الفتاوی، صاحبِ فتاوی بزازیہ، صاحبِ فتاوی ولوالجیہ اور صاحبِ طوالع الانوار وغیرھم رحمھم اللہ کا مؤقف یہ ہے کہ چیز پر قبضہ کر لینے کے بعد خیارِ عیب کے سبب واپس نہیں کر سکتا۔ کیونکہ خیارِ عیب کی وجہ سے واپسی اس لیے ہوتی ہے تاکہ اپنا ادا کیا ہوا ثمن واپس لیا جاسکے جبکہ یہاں پر تو وہ ثمن پہلے ہی معاف ہو چکا، تو اب خیارِ عیب کے سبب واپسی کا مقصد فوت ہو گیا۔

یہاں دوسرا قول ہی زیادہ راجح ہے۔اس کے راجح ہونے کی چند وجوہات ہیں:

- اولاً اکثر کتبِ فقہ میں فقط یہی قول بیان کیا گیا ہے، اختلاف کو ذکر ہی نہیں کیا گیا۔اور اکثریت جس طرف ہو وہ قول راجح ہوتا ہے۔
- ثانیاً پہلا قول جہاں بھی لکھا گیا اس کی علت مذکور نہیں۔ لیکن دوسرے قول کی علت کو بھی بیان کیا گیا ہے۔اور اختلافی مسئلے میں کسی ایک کی علت کو بیان کرنا عندالفقہاء ترجیح کی صورت ہوتی ہے۔
- ثالثاً چیز پر قبضہ کر لینے کے بعد خیارِ عیب کے سبب واپسی کا اختیار نہ ملنے والا حکم بطورِ استحسان ہے جیساکہ المبسوط للسرخسی میں اس کی صراحت مذکور ہے، اور استحسان کو قیاس پر ترجیح حاصل ہوتی ہے۔

Islamic Economics Centre (Lahore)
دار الافتاء اہلسنت

اب جزئیات ملاحظہ فرمائیں:

بائع نے عقد کے بعد ثمن معاف کر دیا پھر مشتری نے عیب پایا تو چیز کو واپس کرنے کے متعلق،

فتاوی ہندیہ میں ہے: "باع عبدا ووهب ثمنه للمشتري أو أبرأه ثم وجد عيبا رد قبل قبضه لا بعده "یعنی: کسی نے غلام بیچا اور مشتری کو اس کا ثمن ہبہ کر دیا یا بائع نے مشتری کو ثمن معاف کر دیا، بعد میں مشتری نے اس میں عیب پایا تو قبضہ کرنے سے پہلے مشتری کو اختیار ہے کہ وہ چیز واپس کر دے، قبضہ کر لینے کے بعد اختیار نہیں۔

(فتاوی ہندیہ، جلد4، صفحہ94، مطبوعہ المطبعۃ الکبری الامیریہ)

فتاوی بزازیہ میں ہے: "أُبرء المشتری عن الثمن ثم اطلع علی عیب، لا یرد ولا یرجع بشئ "یعنی مشتری کو ثمن معاف کر دیا گیا، بعد میں مشتری عیب پر مطلع ہوا تو اب مشتری نہ چیز واپس کر سکتا ہے اور نہ ہی عیب کی وجہ سے آنے والی کمی کو حاصل کر سکتا ہے۔

(فتاوی بزازیہ، جلد 1، صفحہ 368، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ)

چیز پر قبضہ کر لینے کے بعد واپسی کے متعلق المبسوط للسرخسی میں ہے: "فإن وهب البائع الثمن للعبد أو لمولاه قبل أن يقبضه، ثم وجد بالجارية عيبا لم يكن له أن يردها؛ لأنه لو ردها ردها بغير شيء والمقصود بالرد سلامة الثمن له، وقد سلم له ذلك بطريق الهبة فلا يستوجب عند الرد شيئا آخر وهذا استحسان "یعنی: اگر بائع نے ثمن (قیمت) غلام کو یا اس کے مالک کو قبضے سے پہلے ہی معاف کر دیا، پھر (قبضے کے بعد) خریدار نے لونڈی میں کوئی عیب پایا، تو اب اسے واپس کرنے کا حق نہیں ہوگا؛ کیونکہ اگر وہ اسے واپس کرے گا تو بغیر کسی معاوضے کے واپس کرے گا، کہ چیز کو واپس کرنے کا مقصد تو یہ ہوتا ہے کہ خریدار کو اپنی دی ہوئی رقم واپس مل جائے، اور یہاں تو وہ رقم بطور ہبہ (تحفہ) پہلے ہی اس کے پاس ہے، لہٰذا اب واپسی کی صورت میں وہ کسی اور چیز کا مستحق نہیں اور یہ مسئلہ بطورِ استحسان ہے۔

(المبسوط للسرخسی، جلد 25، صفحہ 162، مطبوعہ دار المعرفہ، بیروت)

Islamic Economics Centre (Lahore)

فتاوی ولوالجیہ میں ہے: "المشتري إذا وجد بالمشترى عيباً بعدما أبرأه البائع عن الثمن قبل القبض كان له أن يرده، وإن وجد به عيباً بعد القبض، وقد أبرأه البائع عن الثمن لا يرده، ولا يرجع بنقصان العيب "یعنی: اگر خریدار نے خریدی گئی چیز میں کوئی عیب اس وقت پایا جب کہ بیچنے والے نے ثمن پہلے ہی اسے معاف کر دیا تھا، اور ابھی چیز قبضہ میں نہیں آئی تھی، تو خریدار کو اسے واپس کرنے کا حق حاصل ہے۔ لیکن اگر قبضے کے بعد کوئی عیب پایا، اور بیچنے والے نے قیمت معاف کر دی ہو، تو پھر خریدار نہ اسے واپس کر سکتا ہے، نہ ہی عیب کی وجہ سے کم ہونے والی قیمت کا مطالبہ کر سکتا ہے۔

(فتاوی ولوالجیہ، جلد 3، صفحہ 245، مطبوعہ کوئٹہ)

اسی میں ایک اور مقام پر ہے: "العبد المأذون: إذا اشترى شيئاً، فوجده معيباً، وقد أبرأه البائع من الثمن، أو وهبه له، وقبل العبد لا يملك العبد الرّد بالعيب؛ لأنه لو رد رد بغير شيء، فيكون تبرعاً، فلا يملك، ولو كان مكان العبد حراً، إن وجد به عيباً قبل القبض يملك الرد بغير شيء وإن وجد العيب بعد قبض المبيع لا يملك الرد والمسألة قد مرت قبل هذا" یعنی: اگر کوئی اجازت یافتہ غلام (المأذون) کوئی چیز خریدے، پھر اس میں عیب پائے، جبکہ بیچنے والے نے غلام سے قیمت معاف کردی ہو، یا وہ چیز غلام کو ہبہ (تحفہ) کردی ہو، اور غلام نے اسے قبول کرلیا ہو، تو غلام کو خیارِ عیب کی بنا پر وہ چیز واپس کرنے (رد کرنے) کا حق حاصل نہیں ہوگا۔اس لیے کہ اگر وہ چیز واپس کرے، تو وہ بغیر کسی قیمت کے لوٹائے گا، اور یہ محض تبرع شمار ہوگا، اور غلام کو تبرع کا اختیار نہیں ہوتا۔ لیکن اگر غلام کی جگہ کوئی آزاد شخص (آزاد انسان) ہو، اور وہ قبضے سے پہلے چیز میں عیب پائے تو بغیر کسی قیمت کے چیز واپس کرنے کا حق رکھتا ہے۔ لیکن اگر قبضے کے بعد عیب معلوم ہوا، تو اسے بھی واپس کرنے کا حق حاصل نہیں۔یہی مسئلہ اس سے پہلے گزر چکا ہے۔

(فتاوی ولوالجیہ، جلد3، صفحہ259، مطبوعہ کوئٹہ)

طوالع الانوار وخلاصۃ الفتاوی میں ہے، واللفظ للاول: "اشترى العبد الماذون شيئا وابرءه البائع عن الثمن لا يرده بالعيب، وان اشترى حر لو بعد القبض فكذالک وان قبله فله الرد لانه امتناع عن القبول" یعنی اگر کسی ماذون غلام نے کوئی چیز خریدی اور بیچنے والے نے اسے قیمت سے بری کردیا تو خریدار عیب کی وجہ سے (وہ چیز) واپس نہیں کرے گا۔ اور اگر ماذون غلام کی بجائے کسی آزاد شخص نے خریداری کی، تو اگر مبیع پر قبضے کرنے کے بعد ہو تو اسی طرح حکم ہوگا (واپس نہیں کرے گا)، اور اگر قبضے سے پہلے ہو تو اس کو واپس کرنے کا حق ہوگا، کیونکہ یہ (بیع کو) قبول کرنے سے امتناع (رکاوٹ/رکنا) ہے۔

(طوالع الانوار جلد10، صفحہ121، مخطوطہ)

المحیط البرھانی میں ہے:"إن من اشترى من آخر عبداً ولم ينقده الثمن حتى وهب البائع الثمن منه، ثم وجد بالعبد عيباً لا يرده، وإنما لا يرد لعدم الفائدة على نحو ما قلنا" یعنی: اگر کسی نے دوسرے سے غلام خریدا اور ابھی قیمت ادا نہ کی تھی کہ بیچنے والے نے وہ قیمت اسے ہبہ کر دی، پھر خریدار نے غلام میں کوئی عیب پایا، تو اب وہ غلام واپس نہیں کرے گا، اور نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اس صورت میں واپس کرنے کا کوئی فائدہ باقی نہیں رہا، جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کیا ہے۔

(المحیط البرھانی، جلد 6، صفحہ 593، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ)

اکثریت جس طرف ہو وہ قول راجح ہوتا ہے، جیسا کہ امداد الفتاح، شرح الاشباہ للبیری، در مختار، عقود الدریہ فی تنقیح الفتاوی الحامدیہ وغیرہ کتب فقہ میں موجود ہے، واللفظ للآخر:"أن المقرر عند المشايخ أنه متى اختلف في مسألة فالعبرة لما قاله الأكثر" یعنی: مشائخ کے ہاں یہ بات مقرر ہے کہ جب کسی مسئلہ میں فقہاء کرام کا اختلاف ہو تو جس قول کی طرف اکثریت ہو وہی قول معتبر (راجح) ہو گا۔

(العقود الدریہ فی تنقیح الفتاوی الحامدیہ، جلد 1، صفحہ 169، مطبوعہ دار المعرفہ)

فتاوی رضویہ شریف میں سیدی اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن لکھتے ہیں:"اور یہ قاعدہ ہے کہ عمل اس پر کیا جائے جس پر اکثریت ہو جیسا کہ فقہاء نے کتب میں متعدد جگہ اس کی تصریح کی ہے اور ہم نے اس کی تفصیل اپنے رسالے **"بذل الجوائز علی الدعاء بعد صلوۃ الجنائز"** میں دی ہے۔"

(فتاوی رضویہ، جلد 8، صفحہ 106، مطبوعہ رضا فانڈیشن، لاہور)

اختلافی مسئلے میں فقہاء کرام نے جس کی علت بیان کی ہو، وہ مسئلہ راجح ہوتا ہے، جیسا کہ شرح عقود رسم المفتی میں علامہ شامی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:"كذا إذا ما واحدا قد عللوا له وتعليل سواه اهملوا۔۔۔ (وكذا) لو ذكروا قولين مثلا وعللوا لأحدهما كان ترجيحا له على غير المعلل كما افاده الخير الرملي في كتاب الغصب من فتاواه الخيرية ۔۔۔لأن ذكر علته

يدل على الاهتمام به والحث عليه انتهى "یعنی: اسی طرح جب فقہاء کسی مسئلہ میں دو قول نقل کر کے ایک کی علت کو بیان کر دیں تو وہ قول جس کی علت بیان کی گئی ہو دوسرے قول پر راجح ہو گا۔۔۔ مثلاً اگر فقہاء کرام دو اقوال نقل کر کے کسی ایک کی علت کو بیان کر دیں تو وہ قول جس کی علت بیان کی گئی ہو دوسرے قول (غیر معلل / جس کی علت بیان نہیں کی گئی) پر راجح ہو گا، جیسا کہ علامہ خیر الرملی نے اپنے فتاوی خیریہ کی کتاب الغصب میں یہ افادہ بیان کیا۔۔۔ کیونکہ اختلافی مسئلے میں ایک قول کی علت کو ذکر کرنا، اس مسئلے کو اختیار کرنے اور اس پر ترغیب دلانے کی دلیل ہے۔ (ملتقطاً)

(شرح عقود رسم المفتی لابن عابدین، صفحہ 146،145، مطبوعہ نشریات وقف الدیانۃ، الترکی)

استحسان کو قیاس پر ترجیح حاصل ہوتی ہے۔ جیسا کہ ردالمحتار میں علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "و كذا لو كان أحدهما استحسانا والآخر قياسا؛ لأن الأصل تقديم الاستحسان" یعنی: اسی طرح دو اقوال میں سے ایک استحسان کی قبیل سے ہو اور دوسرا قیاس کی، (تو استحسان والا مسئلہ ترجیح پا جائے گا) کیونکہ اصل یہ ہے کہ استحسان مقدم ہے۔

(ردالمحتار، جلد 1، صفحہ 72، مطبوعہ دار الفکر، بیروت)

واللہ اعلم عزوجل **ورسولہ اعلم** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

الجواب صحیح

مفتی ابو الحسن محمد ھاشم خان عطاری

کتبہ

المتخصص فی الفقہ الاسلامی

محمد ساجد عطاری

18 محرم الحرام 1447ھ / 14 جولائی 2025ء

الحمد للہ! اب آپ مرکز الاقتصاد الاسلامی (لاہور برانچ) کے ذریعے ماہر و مستند مفتیانِ کرام سے آفس میں تشریف لا کر یا آن لائن میٹنگ شیڈول کر کے اپنے کاروباری معاہدات (کاروبار، پارٹنر شپ، انویسٹمنٹ، مارکیٹنگ وغیرہ) کی شرعی راہنمائی (Sharia Guidance) کی سہولت حاصل کر سکتے ہیں۔

LOCATION

نوٹ: مرکز الاقتصاد الاسلامی (Islamic Economics Centre) کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے کی تصدیق دار الافتاء اہلسنت اور مرکز الاقتصاد الاسلامی (Islamic Economics Centre) کی ویب سائٹ اور مرکز الاقتصاد الاسلامی کے فیس بک پیج IslamicEconomicCentre سے کی جا سکتی ہے۔

دار الافتاء اہل سنت ویب سائٹ www.fatwaqa.com | مرکز الاقتصاد الاسلامی (Islamic Economics Centre) کی ویب سائٹ www.iecdawateislami.com

ایڈریس: 171، E-1 بلاک، فیضان نوری رضوی مسجد، جوہر ٹاون، لاہور

ای میل: iec.lhr@daruliftaahlesunnat.net